98193 - جان كے ڈر سے عورت كا كسى دوسرے علاقے اور ملك ميں جا كر عدت گزارنا

سوال

ايك عورت كا خاوند بغداد ميں صرف اس ليے قتل كر ديا گيا كہ اس كانام عمر تھا، قاتلوں نے اسے قتل كر كے اس كے گھر اور ہر چيز پر قبضہ كر ليا، اب خاوند كے خاندان كے سب افراد وہاں سے سوريا منتقل ہونا چاہتے ہيں، كيا اس عورت كے ليے بھى ان كے ساتھ جانا جائز ہے يا نہيں ؟

يا كہ اس كے ليے عدت كا عرصہ بغداد ميں ہى رہنا ضرورى ہے، يہ علم ميں رہے كہ عورت كو اپنى اور اولاد كى جان كا خطرہ ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

الحمدللہ:

اول:

اللہ سبحانہ و تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ اسلام اور مسلمانوں كو رفعت و بلندى اور عزت عطا فرمائے، اور ہمارے عراق بھائيوں سے ظلم و ستم كو دور كرے، اور ان پر اپنى رحمت وشفقت كر كے ان كى كے نقصانات كى تلافى فرمائے؛ يقينا اللہ سبحانہ و تعالى اس پر قادر ہے.

ہمارى اللہ سبحانہ و تعالى سے يہ بھى دعا ہے كہ وہ ہمارے ان مسلمان بھائيوں سے ان منافقوں كے شر كو دور و ختم كرے اور اس شر كا وبال بھى ان منافقين پر ہى ڈالے، اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل فرمائے جو مجرموں سے دور نہيں كيا جاتا.

دوم:

اصل تو يہى ہے كہ يہ عورت اپنے اسى گھر ميں بيوگى كى عدت بسر كرے جہاں اسے خاوند كے فوت ہونے كى اطلاع اور خبر ملى تھى؛ كيونكہ كتب سنن ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے درج ذيل حديث ثابت ہے:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فريعہ بنت مالك رضى اللہ تعالى عنہا كو فرمايا:

" تم عدت ختم ہونے تك اپنے اسى گھر ميں رہو جس گھر ميں تمہيں خاوند كے فوت ہونے كى اطلاع ملى تھى "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2300) سنن ترمذی حدیث نمبر (1204) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2031) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن اگر وہاں کسی دشمن وغیرہ کی موجودگی کی بنا پر آپ کو جان کا خطرہ ہو تو عدت گزارنے کے لیے وہاں سے کسی دوسرے علاقے یا گھر میں منتقل ہونا جائز ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بیوہ کے لیے اپنے گھر میں ہی عدت گزارنے کو ضروری قرار دینے والوں میں عمر اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہما شامل ہیں، اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہم سے بھی مروی ہے، اور اما مالك امام ثوری اور امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اسحاق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے.

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حجاز شام اور عراق کے فقہاء کرام کی جماعت کا بھی یہی قول ہے "

اس کے بعد لکھتے ہیں:

" چنانچہ اگر بیوہ کو گھر منہدم ہونے یا غرق ہونے یا دشمن وغیرہ کا خطرہ ہو... تو اس کے لیے وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہونا جائز ہے؛ کیونکہ یہ عذر کی حالت ہے...

اور اسے وہاں سے منتقل ہو کر کہیں بھی رہنے کا حق حاصل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: المغنی (8 / 127).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك عورت کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور جس علاقے میں اس کا خاوند فوت ہوا ہے وہاں اس عورت کی ضرورت پوری کرنے والا کوئی نہیں، کیا وہ دوسرے شہر جا کر عدت گزار سکتی ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر واقعتا ایسا ہے کہ جس شہر اور علاقے میں خاوند فوت ہوا ہے وہاں اس بیوہ کی ضروریات پوری کرنے والا کوئی نہیں، اور وہ خود بھی اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتی تو اس کے لیے وہاں سے کسی دوسرے علاقے میں جہاں پر اسے اپنے آپ پر امن ہو اور اس کی ضروریات پوری کرنے والا ہو وہاں منتقل ہونا شرعا جائز ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتا (20 / 473).

اور فتاوی جات میں یہ بھی درج ہے:

" اگر آپ کی بیوہ بہن کو دوران عدت اپنے خاوند کے گھر سے کسی دوسرے گھر میں ضرورت کی بنا پر منتقل ہونا پڑے مثلا وہاں اسے اکیلے رہنے میں جان کا خطرہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، وہ دوسرے گھر میں منتقل ہو کر عدت پوری کریگی " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (20 / 473).

اس بنا پر اس عورت کے لیے سوریا منتقل ہو کر اپنی عدت سوریا میں پوری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے.

واللہ اعلم